سیرت نگاری میں ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا اسلوب اور اس کے خصائص

ثمینہ سعدیہ ☆

ڈاکٹر محمد حمید اللہ عالم اسلام کے ایک عظیم عالم اور مفکر ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے قرآن، حدیث، سیرت، فقہ، قانون بین الممالک اور دیگر متعدد موضوعات پر مقالات و تصانیف لکھیں۔ سیرت نبویہؐ پر مصنف کی تصانیف بڑے انوکھے اور منفرد انداز میں لکھی گئی ہیں۔ انہوں نے سیرت النبیؐ کے نئے نئے عنوانات قائم کر کے مضامین و مقالات اور کتب تحریر فرمائیں۔ ان میں اردو عربی، انگریزی، فرانسیسی، ترکی، جرمن اور دیگر کئی زبانوں پر مشتمل کتب ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی تصانیف کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ مصنف کو سیرت النبیؐ سے خاص لگاؤ اور شغف ہے اور سیرت النبیؐ کے واقعات و حالات اور مصادرِ سیرت پر ان کی گہری نظر ہے۔

سیرت نبویہؐ پر مصنف کے مضامین و مقالات مختلف رسائل و جرائد میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ جو کہ زیادہ تر سیرت نبویہؐ کے سیاسی پہلوؤں سے متعلق ہیں۔ بعد ازاں ان مضامین کو کتابی صورت میں یکجا کر دیا گیا۔ چنانچہ مصنف کی دو کتابیں ''عہد نبویؐ میں نظام حکمرانی'' اور ''رسول کریمؐ کی سیاسی زندگی'' انہی مقالات کا مجموعہ ہیں۔ سیرت نگاری میں ڈاکٹر صاحب کا اسلوب تحریر پُر اثر، سادہ اور تصنّع و تکلّف سے پاک ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے بالعموم ہر موضوع پر محققانہ انداز سے لکھا ہے۔ مصنف کی قدیم و جدید ہر دو مآخذ پر گہری نظر ہے۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی لکھتے ہیں:

''سیرت پر آپ کا تحقیقی کام اپنے انداز کا ایک منفرد کام ہے۔ آپ نے گذشتہ ساٹھ سال کے

☆ لیکچرار، وقار النساء کالج، راولپنڈی

دوران سیرت سے متعلق موضوعات پر جو تحقیق کی ہے وہ اپنی وسعت اور تعمق، گہرائی اور کیفیت کے اعتبار سے تاریخ ادبیات سیرت میں ایک نئے اسلوب بلکہ ایک نئے دور اور ایک نئے عہد کے آغاز و ارتقاء کی غماز ہے''(۱)

سیرت نبویہ کی خدمت کے ضمن میں ڈاکٹر صاحب کی تالیفات و مقالات کا مختصر تعارف حسب ذیل ہے۔

۱۔رسولِ اکرمؐ کی سیاسی زندگی: (۲)

تالیف ھذا میں مصنف نے نبی کریم ﷺ کی سیاسی زندگی پر بحث کرتے ہوئے قریش مکہ، یہود، روم، ایران، حبشہ اور دیگر قبائل عرب سے سیاسی تعلقات کے ارتقاء کو مربوط و منظم انداز میں پیش کیا ہے۔

۲۔عہد نبویؐ میں نظام حکمرانی:(۳)

مصنف کی یہ کتاب بھی نبی کریمؐ کے عہد کے سیاسی نظام پر مشتمل ہے۔ مکہ کی شہری مملکت کے خدوخال بیان کرتے ہوئے قبل از اسلام کے مکہ کے سیاسی نظام پر مفصل بحث کی ہے۔ علاوہ ازیں قرآنی تصور مملکت، عہد نبویؐ کے عدالتی، تعلیمی اور معاشی نظام کو مربوط انداز میں پیش کیا ہے۔ ہجرت مدینہ اور میثاق مدینہ کی سیاسی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔

۳۔عہد نبویؐ کے میدان جنگ:(۴)

غزوات نبی کریم ﷺ پر مصنف کی یہ کتاب بڑے اچھوتے اور منفرد انداز سے لکھی گئی ہے۔ غزوہ بدر، احد، خندق، فتح مکہ اور غزوہ حنین پر مصنف نے حربی اور عسکری نقطہء نگاہ سے بحث کی ہے۔ میدان ہائے جنگ کے توضیحی نقشہ جات کی بدولت کتاب کی افادیت میں قابلِ قدر اضافہ ہوا ہے۔

۴۔خطبات بہاولپور:(۵)

یہ کتاب دراصل ڈاکٹر صاحب کے ان خطبات کا مجموعہ ہے جو آپ نے مارچ ۱۹۸۰ء

میں بہاولپور یونیورسٹی میں دیے۔ یہ خطبات زیادہ تر سیرت نبویہؐ سے متعلق موضوعات پر مشتمل ہیں۔ مثلاً عہدِ نبویؐ میں مملکت اور نظم ونسق عہد نبویؐ میں نظامِ دفاع اور غزوات، عہد نبویؐ میں نظام تعلیم اور دیگر اہم موضوعات کو بیان کیا ہے۔

۵۔ مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ فی العہد النبویؐ والخلافۃ الراشدۃ: (۶)

مصنف کی یہ تالیف عربی زبان میں ہے اور دو حصوں پر مشتمل ہے۔ حصہ اول عہد نبویؐ کے سیاسی مکتوبات پر مشتمل ہے جبکہ حصہ دوم میں خلافتِ راشدہ کے عہد کے سیاسی مکتوبات شامل ہیں۔ مکتوبات کے علاوہ ڈاکٹر صاحب نے نبی اکرمؐ کے مختلف قبائل سے کیے گئے معاہدات کا بھی ذکر کیا ہے۔

۶۔ The Life and Work of the Prophet of Islam: (7)

سیرت نبویہؐ پر ڈاکٹر صاحب کی یہ تالیف اہل فرانس کے لیے ایک گرانقدر تحفہ ہے جو کہ مصنف نے فرانسیسی زبان میں لکھی ہے۔ اس کتاب کی پہلی جلد کا ترجمہ ڈاکٹر محمود احمد غازی نے انگریزی میں کیا ہے۔ کتاب ھذا میں مصنف نے نبی اکرمؐ کی پوری زندگی کو مختلف نظام ہائے حیات کے تحت بیان کیا ہے۔

۷۔ The First Written Constitution in the World: (8)

کتاب ھذا میں مصنف نے دستورِ مدینہ کی اہمیت پر نہایت تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور دستورِ مدینہ کو ''دنیا کا پہلا تحریری دستور'' قرار دیا ہے۔

۸۔ Muhammad Rasulullah (Sallalal-hu-Alaih Wasallam) (9)

''محمد رسول اللہ'' سیرتِ نبویہؐ پر ڈاکٹر صاحب کی ایک اہم تالیف ہے مطالعہ کتاب کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنے محققانہ انداز سے ہٹ کر عام فہم طرزِ بیان اختیار کیا ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے اپنی تمام تصانیف کے مضامین کو یکجا کر دیا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ دیگر تصانیف میں ہر پہلو پر تفصیلی مواد موجود ہے جبکہ ''محمد رسول اللہؐ'' میں اختصار ہے۔

۹۔ The Prophet's Establishing a State and His Succession:(10)

اس کتاب میں مصنف نے قرآنی تصور مملکت، اسلام میں ریاست کا تصور، نبی کریمؐ کے زمانے میں بجٹ اور ٹیکس کا نظام اور بحیثیتِ حکمران ریاست آپؐ کا غیر مسلموں کے ساتھ سلوک جیسے دیگر اہم موضوعات کو تفصیلاً بیان کیا ہے۔ کتاب کے مضامین اس بات کی بھرپور عکاسی کرتے ہیں کہ کس طرح پیغمبر اسلام نے ایک مستحکم اور پائیدار سلطنت قائم کرنے کے لیے جدوجہد فرمائی۔

۱۰۔ پیغمبرِ اسلامؐ کے سیاسی مکتوبات میں چھ کی اصلیں:(۱۱)

مصنف کی یہ تالیف فرانسیسی زبان میں ہے۔ کتاب میں نبی کریمؐ کے مکتوبات بنام مقوقس، نجاشی، قیصر، کسریٰ، المنذر بن ساوی اور جیفر وعبد سے بحث ہے۔ ان خطوط کی صحت و اصلیت اور تاریخی پس منظر پر تبصرہ ہے۔

سیرت نبویہ پر ان تالیفات کے علاوہ مصنف کے بہت سے مقالات مختلف رسائل و جرائد میں شائع ہو چکے ہیں مثلاً عہد نبوی کا نظام تعلیم (۱۲)، فتح مکہ (۸ھ) کی چودہ سو سالہ یادگار (۱۳)، عہد نبویؐ کے عربی ایرانی تعلقات (۱۴)، آنحضرتؐ کا خط قیصرِ روم کے نام (۱۵)، هل خالف النبي عليه الصلاة والسلام أوامر الآية "مثنى و ثلاث و رباع (۱٦)"، سرور کائنات کی حکومت (۱۷)، سیرتِ طیبہ کا پیغام عصرِ حاضر کے نام (۱۸) Muhammad Ibn Ishaq (the biographer of the Holy Prophet) (19), Budgeting and Taxation in the Time of the Holy Prophet,(20) The Christian Monk Abu Amir of Medina of the time of the Holy Prophet,(21)

ڈاکٹر صاحب کی ان تصانیف و مقالات کے مختصر تعارف سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بالعموم نبی اکرمؐ کی سیاسی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی زندگی کا بیشتر حصہ پیرس میں گزرا ہے۔ بہت سی کتابیں انہوں نے اہل مغرب کے لیے تحریر کی ہیں اور مغربی مؤلفین نے اسلام اور نبی اکرمؐ

کی شخصیت کے متعلق جو غلط فہمیاں پھیلا رکھی ہیں، مصنف کی تصانیف ان کا جواب ہیں۔

ڈاکٹر حمید اللہ کی سیرت نگاری کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ ڈاکٹر صاحب تاریخی روایات کو جوں کا توں قبول نہیں کر لیتے بلکہ طویل غور وفکر، تلاش وتفحص اور تحقیق وموازنہ کے بعد صحیح روایت کا انتخاب کرتے ہیں۔ تقریباً تمام قدیم مصادرِ سیرت پر ان کی گہری نظر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے بہت سے واقعات کے سلسلہ میں قدیم اہل سیر پر نقد وجرح کی ہے۔ اور بعض واقعات کو تو انہوں نے بالکل ہی رد کر دیا ہے۔

سیرت نگاری کے ضمن میں ڈاکٹر صاحب کی خصوصیات اور ان کے اختیار کردہ چند اہم اصول وقواعد پر مختصراً تبصرہ حسب ذیل ہے۔

ا۔ محدثین کی روایات کو ترجیح

مصنف کی کتب کا جائزہ لینے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ وہ احادیث صحیحہ بالخصوص بخاری ومسلم کو ترجیح دیتے ہیں۔ بہت سے واقعات کی تاریخی واستنادی حیثیت کے متعلق انہوں نے احادیث صحیحہ سے ثبوت پیش کیا ہے۔ مثلاً بعض مستشرقین نے اس واقعہ کی تکذیب کی ہے کہ نبی اکرمؐ نے قیصر کے نام ایک خط اپنے سفیر کو دے کر بھیجا اور اسے حکم دیا کہ گورنر بصری کے حوالے کر دے اور اس خط کو گورنر نے قیصر کے پاس خود بھیجا۔ ان واقعات کے سلسلہ میں امام بخاری اور واقدی کی روایات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے امام بخاری کی رائے کو ترجیح دی ہے۔ ان کے الفاظ میں:

''علاوہ بر آں یہ امر قابل ذکر ہے کہ واقعات زیر بحث کے اسلامی مآخذوں میں امام بخاری کی شخصیت سب سے ممتاز ہے اور انہیں بہر حال واقدی پر ترجیح دینی ہوگی۔ خاص کر اس لیے کہ دونوں نے واقعات کو حضرت ابنِ عباسؓ کی روایت سے بیان کیا ہے۔ امام بخاری کا بیان ہے کہ آنحضرتؐ نے اپنے سفیر کو حکم دیا تھا کہ خط گورنر بصریٰ کے حوالے کر دے اور اس خط کو گورنر بصریٰ نے قیصر کے پاس خود بھیجا۔ (۲۴) دیگر بہت سے واقعات کے ضمن میں بھی مصنف نے احادیث سے استدلال واستنباط کیا ہے۔

۲۔ روایاتِ سیرت کی جرح وتعدیل

سیرت نبویہؐ پر سینکڑوں تصانیف تحریر کی جاچکی ہیں مگران سب کا سلسلہ چار کتابوں پر منتہی ہوتا ہے۔ ابن اسحٰق، واقدی، ابنِ سعد اور امام طبری کی تصانیف سیرت نبویہؐ کے تقریباً تمام واقعات کا احاطہ کرتی ہیں۔ جدید اہلِ علم اور مصنفینِ سیرت میں سے اکثر نے واقدی کو مجروح قرار دیا ہے اور باقی تینوں رواۃ کو قابل اعتبار ٹھہرایا ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے واقدی کی اکثر روایات نقل کی ہیں۔ بعض روایات کی تنقیح بھی کی ہے اور بعض روایات کو درست قرار دیا ہے۔

مثلاً ام ایمن کی ایک روایت واقدی کے حوالے سے نقل کی ہے اور وہ یہ کہ بوانہ نامی ایک مقام پر کھجور کے درخت تھے۔لوگ وہاں پکنک کرتے اور سر منڈاتے تھے۔ جب وہاں جانے سے سال بسال آنحضرتؐ نے انکار کیا تو ایک سال ابوطالب بھی خفا ہوئے اور پھوپھیاں بھی، تو آپؐ جانے پر تیار ہوگئے۔(۲۵) اس روایت کے سلسلے میں ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں:

''جو اگر چہ واقدی سے نقل ہوئی ہے لیکن وہ قرین قیاس ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ واقدی کی ہر بات ہی غلط ہو''(۲۶)

واقدی نے واقعات کے تعین کے سلسلہ میں جو تاریخیں بیان کی ہیں ڈاکٹر صاحب کو ان سے بھی اختلاف ہے۔اس بات کی وضاحت انہوں نے اس طرح کی ہے:

''واقدی کی روایت سو وہ ایک خاص طرز کی تقویم کے باعث ہے جو واقدی نے اختیار کی ہے۔ اسے اس جنتری سے خلط ملط نہیں کرنا چاہیے جو اب مسلمانوں میں ہجری تقویم کے نام سے مروج ہے۔ مسلمان اب محرم سے سال شروع کرتے ہیں۔ واقدی ہجرتِ نبویؐ سے شمار کر کے واقعہ بیان کرتے ہیں۔مثلاً رسول اللہؐ کی ہجرت کے اٹھارہ ماہ بعد غزوہ بدر ہوا۔اسی طرح واقعات کی تاریخ میں دونوں جنتریوں میں تین مہینے کا فرق ہوتا ہے۔مزید برآں واقدی نے نسئی کا لحاظ نہ رکھا ہے جو اس زمانے میں رائج تھا''(۲۷)

مصنف نے صرف واقدی کی روایات پر ہی جرح وتنقیح نہیں کی بلکہ بعض دیگر مصادرِ سیرت کی روایات پر بھی تنقید وتبصرہ کیا۔ شیرویہ کی پدر کشی کا واقعہ طبری اور ابن ھشام (۲۸) دونوں نے نقل کیا ہے اس

واقعہ کی روایت میں جو ضعف موجود ہے ڈاکٹر صاحب نے اس کو نمایاں کیا ہے اور اس واقعہ کی تردید کی ہے۔

نبی اکرمؐ نے کسریٰ کے نام خط صلح حدیبیہ کے بعد بھیجا تھا لیکن طبری نے لکھا ہے کہ:

''چنانچہ خدا نے کسری کو ہلاک کر دیا اور اس کی خبر جناب رسالت مآبؐ کو صلح حدیبیہ کے دن پہنچی جس سے آپؐ اور آپؐ کے ساتھیوں کو خوشی ہوئی'' (۲۹)

ڈاکٹر صاحب نے امام طبری کی اس روایت کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے:

''جب خسرو پرویز کے مرنے کی اطلاع حدیبیہ کے دن آ چکی تھی تو پھر بعد میں پرویز کے نام خط لکھنا اور پدر کشی کی اطلاع بطورِ معجزہ دینا سب بے بنیاد قصّے بن جاتے ہیں۔ کثیر نویسی کی وجہ سے طبری کے ہاں بلا تنقید متضاد روایات کا آ جانا اور روایات میں بھی بے احتیاطی سے قطع و برید ہو جانا ایک معروف واقعہ ہے۔ یوں بھی راویوں میں ایک ایرانی ہے جسے اس پر بڑا فخر تھا کہ اس کے اجداد میں سے ایک خرخسرہ اس سفارت میں شامل تھا اور اسے آنحضرتؐ نے بوجہ سفارت ایک تحفہ دیا تھا۔ احتمال ہے کہ یہ سارا قصہ اسی کا ساختہ پرداختہ ہو'' (۳۰)

تاریخ یعقوبی قدیم مصادر میں سے ایک اہم مصدر ہے لیکن یعقوبی پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ اس نے بلاوجہ یا غیر تاریخی انداز سے بعض قصے سیرت نبویہ میں شامل کر دیے ہیں جن کا ذکر مستند کتب سیرت میں موجود نہیں ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے بھی بعض واقعات کے سلسلہ میں یعقوبی کی روایت کی تردید کی ہے۔

مثلاً ''قیصر کا جواب جو یعقوبی نے محفوظ کیا ہے اور جس میں قیصر کے اسلام کا اعلان ہے صریحاً فرضی معلوم ہوتا ہے کیونکہ بعد کے واقعات اس کی تائید نہیں کرتے۔ علاوہ بر آں قیصر کا خط بازنطینی اسلوب میں ہونا چاہیے حالانکہ یہ جواب خالص عربی بلکہ بدوی انداز میں ہے''۔ (۳۲)

ان چند مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے غیر جانبدارانہ تنقید سے کام لیتے ہوئے کتب سیر پر تنقید و تبصرہ کیا اور بعض روایات کی تکذیب و تردید کی۔ ان کا یہ طرزِ استدلال اس بات کی دلیل ہے کہ مصنف نے روایات کو بغیر سوچے سمجھے قبول نہیں کیا بلکہ اس سلسلہ میں گہرے تفکر و تدبر اور تحقیق و تفحص سے کام لیا ہے۔

۳۔خلاف قرائن روایت کی تردید

علمائے نقد وحدیث نے ایسی روایت کو جو قرائن کے خلاف ہو، رد کیا ہے اور کہا ہے کہ ایسی روایت لائقِ حجت نہ ہوگی ۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے سیرتِ نبویہؐ کے واقعات قلمبند کرتے ہوئے بہت سی روایات کو قیاسات وقرائن کے خلاف قرار دیتے ہوئے رد کیا ہے۔

عرب مؤرخین مثلاً ابن ھشام (۳۳) نے ابرہہ کے ہاتھی کا نام محمود لکھا ہے، ڈاکٹر صاحب کے مطابق ''ایک حبشی ہاتھی کا نام خالص عربی ہونا قرین قیاس نہیں، ممکن ہے یہ لفظ (Mammoth) کا معرب ہو اور ہاتھی موت نسل کا ہو''۔(۳۴)

اسی طرح نبی اکرمؐ کی نوعمری کے واقعات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ایک لوری جو آپؐ کی دودھ بہن شیما سے منسوب سیرت حلبیہ میں منقول ہوئی ہے مگر اس کے مندرجات عام بچوں پر صادق نہیں آتے خاص طور پر آنحضرتؐ سے مخصوص معلوم ہوتے ہیں اور ایک جاہل بدون نوعمر لڑکی سے ایسی توقع نہیں کی جاسکتی وہ اپنے گھر کی مروجہ لوریاں ہی سنا سکتی تھی''۔(۳۶)

ابن سعد اور بلاذری (۳۷) نے اپنی کتب میں معاہدہ مقنا کا متن دیا ہے اس معاہدہ کے الفاظ سے ڈاکٹر حمید اللہ نے استنباط کیا ہے کہ یہ معاہدہ جعلی ہے کیونکہ اس میں کچھ چیزیں ایسی درج ہیں جو خلاف قرائن ہیں۔

۴۔متضاد ومتناقض روایات کی نشاندہی اور ان کا حل

مصنف نے گہرے تفکر وتدبر اور تحقیق وجستجو سے بہت سے مقامات پر مصادرِ سیرت میں موجود اختلافات کی نشاندہی کی ہے اور تحقیق وموازنہ کے بعد کسی ایک روایت کو ترجیح دی ہے۔ مثلاً غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت خالد بن ولیدؓ نے دومۃ الجندل کے حکمران کو گرفتار کیا اور نبی اکرمؐ کی خدمت میں لاکر پیش کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے اس کے بعد کے واقعات میں ابن سعد کی روایات میں تضاد کو ظاہر کیا ہے۔

مصنف کے مطابق:

''ایک تو ہمارے مؤلف (ابن سعد) وغیرہ بیان کرتے ہیں کہ اکیدر نے اسلام قبول نہیں کیا بلکہ

جزیہ دینے پر رضامندی ظاہر کی اور اپنا قلعہ، ہتھیار اور اپنے علاقے کی غیر مزروعہ زمین سپرد کر دینی منظور لی لیکن یہی مؤلف دوسری طرف اس معاہدے کی جو نقل درج کرتے ہیں اس میں جزیے کا کوئی ذکر نہیں ہے بلکہ اس کے برعکس اکیدر کے اسلام لانے، جھوٹے خداؤں اور بتوں کو چھوڑنے، نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے کے اقرار پر مشتمل ہے"۔ (۳۹)

شاید بلاذری (۴۰) کی روایت ہی صحیح ہو کہ اس نے اسلام قبول کر لیا مگر جلد ہی مرتد بھی ہو گیا اور خالد بن ولیدؓ کے ہاتھوں مارا گیا۔ ارتداد پر جزیئے کی شرط اور صلح پھر بھی نا قابل فہم ہے۔ واحد حل جو سمجھ میں آتا ہے یہ ہے کہ معاہدے کی جو نقل ہمارے مؤلفوں کو ملی وہ اصل نہیں ہے بلکہ بعد کے زمانہ میں جب یہ علاقہ پوری طرح مسلمان ہو گیا تو ان لوگوں نے ایک جعلی عہد نامہ تیار کیا تا کہ اپنے جد اعلیٰ اکیدر کو بھی ایک صحابی ظاہر کرنے کا موقع اور فخر حاصل کر سکیں۔ اس جعل میں ان کو اپنے ہمسایہ قبیلہ کلب سے مدد ملی ہو گی۔ یہ حارثہ بن قطن کلبی کے نام مکتوب نبیؐ ہے اور اس میں افتادہ زمینوں، نماز اور زکوٰۃ کی صراحت کم و بیش انہی الفاظ میں ہے جو اکیدر کی طرف منسوب معاہدے میں ہے۔ (۴۱)

یہود بنی قینقاع کی جلاوطنی کے بارے میں مؤرخین اور اہلِ سیر کے بیانات میں تضاد پایا جاتا ہے۔ مصنفین سیرت میں سے اکثریت کی متفقہ رائے ہے کہ ہتھیار ڈال دینے کے بعد بنو قینقاع کو جلاوطن کر دیا گیا اور وہ اذرعات میں جا کر بس گئے۔ (۴۲)

مگر بعض مصادر بعد کے سالوں میں بھی بنو قینقاع کی مدینے میں موجودگی کا پتا دیتے ہیں۔ (۴۳)

اسی بنیاد پر ڈاکٹر حمید اللہ کی رائے یہ ہے کہ تمام قبیلے کو جلاوطن نہیں کیا گیا۔ بلکہ چند متعین خاندانوں کو جلاوطن کیا گیا۔

متضاد روایات کی نشاندہی اور درست روایت کی تلاش مصنف کی دقتِ نظر اور بصیرت پر دال ہے۔ دیگر کئی مقامات پر ڈاکٹر صاحب نے مصادر سیرت میں موجود متضاد روایات کی نشاندہی کی ہے۔

۵۔ مغربی مؤلفین کے بیانات، ترجیح و تردید کا معیار

ڈاکٹر حمید اللہ نے سیرتِ نبویہؐ پر مقالات و مضامین تحریر فرماتے ہوئے نہ صرف قدیم و جدید مسلم

مصنفین کی کتب سے استفادہ کیا ہے بلکہ بہت سے مغربی مؤلفین کے بیانات کی تردید کی ہے اور بعض واقعات کے سلسلہ میں مغربی مؤلفین کی آراء کو درست قرار دیا ہے اور اس کے برعکس عربی مصنفین کے بیانات کی تردید کی ہے۔اس ضمن میں انہوں نے قرائن وقیاسات کو بنیاد بنایا مثلاً

شیرویہ کی پدرکشی کی تاریخ یونانی مؤرخ تیوفان نے ۲۷ فروری ۶۲۸ء بمطابق وسط رمضان ۶ھ قرار دی ہے۔(۴۴) جبکہ واقدی نے ۱۰ جمادی الاول ۷ھ لکھی ہے(۴۵) جو کہ مصنف کے مطابق غلط ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے تحقیق کے بعد یونانی مؤرخ کی رائے کو قرائنی شہادت کی بناء پر درست قرار دیا ہے۔

عرب مؤلفین کے مطابق قبہ سے مراد ایک ڈیرہ لگا کر عام قومی ضرورت کے لیے چندہ جمع کرنا اور اعنہ سے مراد سوار فوج کی افسری ہے۔(۴۶) ڈاکٹر صاحب کو عرب مؤلفوں کے اس بیان سے اتفاق نہیں۔ اس سلسلے میں انہوں نے مغربی مؤلف لامنس کی رائے کو درست قرار دیا ہے۔ان کے مطابق ''لیکن غالباً لامنس کا خیال درست ہے کہ اصل میں قبے سے مطلب وہ شامیانہ ہوتا ہوگا جو جنگ یا عید کے موقع پر قابل حمل ونقل بتوں کے اوپر سایہ کرنے کے لیے استعمال ہوتا تھا اور اعنہ سے مراد وہ امتیاز تھا کہ کسی بت کو گھوڑے پر رکھ کر جلوس سے لے جائیں تو اس گھوڑے کی لگام پکڑے چلیں۔(۴۷) بعض مقامات پر مصنف نے یونانی مؤرخین کے بیانات کی تردید وتکذیب بھی کی ہے۔

مصنف کے مطابق: زوناراس بارھویں صدی عیسوی کا مشہور یونانی مؤرخ ہے اس نے اپنی لاطینی کتاب میں لکھا ہے کہ ''جب بادشاہ ظفریاب ہو کر ایران سے واپس آیا تو عربوں کا حکمران محمدؐ اسے ملا۔ وہ یثرب سے آکر بادشاہ سے ملا جس نے اسے وہ علاقہ (جاگیر میں) عطا کیا جو (آنحضرتؐ نے) اس سے مانگا تھا تاکہ اس کی آبادکاری کرے'' ڈاکٹر حمید اللہ کے مطابق اس بیان میں صاف نظر آتا ہے کہ یونانی مؤرخ پیغمبر اسلام کی تحقیر اور اپنے بادشاہ کی بڑائی بیان کرنے کے لیے واقعات کو توڑ موڑ کر بیان کرتا ہے اور سفیر کی جگہ خود آنحضرتؐ کا حاضر ہونا بتاتا ہے۔(۴۸)

سیرت نبویہؐ کے واقعات کے ضمن میں مصنف کے یہ استدلالات واستنباطات ان کی وسعت مطالعہ، اجتہادِ فکر اور زورِ استدلال کا شاہکار ہیں۔متضاد روایات کے درمیان موازنہ، صحیح نتیجہ تک رسائی اور موزوں رائے کا انتخاب جیسی خصوصیات نے سیرتِ نبویہ کی بہت سی الجھنوں کو حل کیا ہے جس سے

ڈاکٹر صاحب کی سیرتِ نبویہؐ پر تالیفات وتصنیفات کی قدر و قیمت کا اندازہ ہوتا ہے۔

۶۔اشعار سے استشہاد

مصنف نے کئی مواقع پر اشعار سے استشہاد کیا ہے۔مثلاً وادی قناۃ میں باغات کی موجودگی کے لیے ابن ھشام اور طبری کے نقل کردہ شعر سے استنباط کیا ہے یہ شعر ابو دجانہ کا ہے۔

انا الذی عاھدنی خلیلی ونحن بالسفح لدی النخیل

مزید برآں شعری مواد پر تحقیق وتنقید بھی کی ہے مثلاً ایک جگہ لکھتے ہیں۔

بی بی آمنہ نے مرتے وقت بھی کہتے ہیں کہ اپنے اکلوتے بیٹے کو دیکھ کر چند اشعار پڑھے جو تاریخوں نے نقل کیے ہیں مگر ان کی زبان بعد کے زمانے کی معلوم ہوتی ہے۔(۵۰)

۷۔واقعات کے اسباب وعلل

قدیم کتبِ سیرت عموماً سیرت نبویہؐ کو واقعاتی انداز سے پیش کرتی ہیں۔عصر حاضر میں سیرت نگاری کا انداز بدل گیا ہے۔جدید مصنفینِ سیرت نے محض واقعات پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ان واقعات کے اسباب وعلل اور ان کے نتائج پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ڈاکٹر صاحب نے بھی سیرتِ نبویہؐ کے واقعات کے اسباب وعلل کو بیان کیا ہے۔مثلاً ہجرتِ نبویؐ سیرتِ نبویہؐ کا ایک اہم موضوع ہے۔مصنفین سیرت نے بالعموم ہجرت کے واقعات کو پیش کیا ہے لیکن ڈاکٹر صاحب نے ہجرت کے تاریخی مفہوم اور اس کی سیاسی ضرورت واہمیت سے بھی آگاہ کیا ہے۔اسی طرح صلح حدیبیہ اور میثاق مدینہ کی سیاسی اہمیت کو مدلل انداز میں پیش کیا ہے۔

مصنفینِ سیرت نبی اکرم ﷺ کے مختلف قبائل سے کیے گئے معاہدات کا ذکر کرتے ہیں لیکن یہ معاہدات کیوں کیے گئے؟ کن اسباب کی بناء پر قبائل سے حلیفی کرنا پڑی اور معاہدات کے کیا نتائج مرتب ہوئے۔ان سب سوالات کا تفصیلی جواب ڈاکٹر صاحب نے اپنی محققانہ اور مجددانہ بصیرت کی بدولت دیا ہے۔

۸۔تاریخی تناظر

عصر حاضر کے سیرت نگار کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ وہ واقعات سیرت کے سلسلہ میں بحث اور

تحقیق کا طریقہ اختیار کرے اور آغازِ اسلام کے وقت کا نقشہ اور اسی دور کی مذہبی و سیاسی اور جغرافیائی حالت پر روشنی ڈالے۔ اس لیے کہ سیرتِ نبویہؐ کے بہت سے واقعات اس وقت تک سمجھے ہی نہیں جا سکتے جب تک کہ ان واقعات کا پس منظر نہ بیان کیا جائے۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے چونکہ سیرتِ نبویؐ کو مختلف موضوعات کے تحت متعارف کروایا ہے اس لیے ہر موضوع پر روشنی ڈالنے سے قبل اس کے پس منظر کو بیان کیا ہے۔ مثلاً عہدِ نبویؐ کا نظامِ تعلیم بیان کرنے سے قبل زمانہء جاہلیت میں عربوں کی تعلیمی حالت کو بیان کیا ہے۔ عدالتی نظام کو بیان کرتے ہوئے زمانہء جاہلیت میں انصاف سازی کے جو طریقے رائج تھے ان کو بیان کیا ہے۔ عہدِ نبویؐ میں خارجہ تعلقات بیان کرنے سے پہلے قبل از اسلام عرب کے دیگر ممالک کے ساتھ تعلقات کو بیان کیا ہے۔ واقعات کے تاریخی پس منظر کو بیان کرنے سے مواد مربوط اور تسلسل کے ساتھ ہوتا ہے جس کی وجہ سے قاری کے لئے واقعات کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔

۹۔ موازنہ و مقارنہ

سیرتِ نبویؐ کے واقعات میں تقابلی مطالعہ نمایاں اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ اس سے دیگر مذاہب و ملل کے تاریخی پس منظر میں اسلام اور اسلامی نظام تمدن پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے۔ سیرتِ نبویہؐ کے واقعات میں موازنہ و مقارنہ کا انداز ڈاکٹر صاحب کے مطالعہء سیرت کی امتیازی خوبی ہے۔ بقول عبدالقیوم قریشی:

"آپ اپنی تحریروں اور تقریروں میں عام مبلغوں کا مناظراتی اور جارحانہ انداز کبھی نہیں اختیار کرتے بلکہ قدیم و جدید مآخذ کے تحقیقی و تقابلی مطالعہ کے بعد اپنے نتائج فکر نہایت محتاط اور مثبت طریقے سے پیش کر دیتے ہیں۔ چنانچہ آپ کی تحریر و تقریر کا یہ سائینٹفک انداز اور استدلال و استنباط کا مجتہدانہ اسلوب جدید دور کے سنجیدہ علمی مذاق کو بہت متاثر کرتا ہے"۔(۵۱)

ڈاکٹر صاحب کو السنہء شرقیہ کے علاوہ مغربی زبانوں پر بھی عبور حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا مختلف مذاہب کے بارے میں تقابلی مطالعہ بہت وسیع ہے۔

مکہ کی شہری مملکت کے خدوخال بیان کرتے ہوئے اس کا موازنہ یونان کی شہری مملکت سے کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ یونانیوں کی طرح مکہ میں بھی ایک منظم مملکت قائم تھی۔ اسی طرح اسلامی قانون

بین الممالک پر تبصرہ کرنے سے قبل یونانی اور رومی قانون پر بحث کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ قانون بین الممالک کا آغاز عہد نبوی سے ہوا ہے۔

۱۰۔ ترتیبِ واقعات

عموماً مصنفین سیرت نبی اکرمؐ کی مکی زندگی کے واقعات کو تسلسل کے ساتھ سن وار بیان کرتے ہیں مگر اس کے برعکس مصنف نے عہد نبویؐ کے واقعات کو سنہ وار کی بجائے مضمون وار اور قوم وار بیان کیا ہے اور اسی بناء پر سیرت النبیؐ کے مختلف موضوعات قائم کیے ہیں۔ بالخصوص مدنی زندگی میں چونکہ آپ نے ایک منظم مملکت قائم فرمائی تھی جس کے اندر مختلف نظام مثلاً تعلیمی، عدالتی، معاشی اور نظامِ دفاع وغیرہ موجود تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے ان تمام نظام ہائے حیات کو نہایت مربوط اور منظم انداز میں پیش کیا ہے۔

ڈاکٹر صاحب اپنے اس اسلوب کو ''رسول اکرم کی سیاسی زندگی'' کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:۔

''حالات ایسے پیش آئے کہ سیرت پاک کا مطالعہ روز افزوں ہی کرنا پڑا اور وقتی ضرورتوں سے اس پر کچھ لکھا بھی۔ لیکن لکھتے وقت کبھی خیال نہ آیا کہ وہ خود اکتفا مقالے خود بخود ایک بڑی کتاب کے باب بنتے جا رہے ہیں۔ میں اس طرح بجائے سن وار سوانح پاک لکھنے کے ملک وار اور قوم وار لکھتا رہا اور گذشتہ بیس سال سے ایسی چیزیں مختلف علمی رسالوں میں نکلتی رہی ہیں۔ کتابوں کے مقابل ایسی چیزیں جلد عام دسترس سے باہر ہو جاتی ہیں خیال ہوا کہ چند ایسے مقالوں کو یکجا کر دیا جائے تو مناسب ہو اور کسی کو نہیں تو خود مجھ کو وقتاً فوقتاً کسی مواد یا حوالے کی تلاش میں اس سے سہولت ہو''۔ (۵۲)

سیرتِ نبویہؐ کے واقعات و مسائل کو موضوعات کے تحت بیان کرنے کے علاوہ آپ نے ہر موضوع کی بھی تقسیم کی ہے مثلاً عہد نبویؐ کا نظام تعلیم کو اولاً آپ نے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ زمانہء جاہلیت میں عرب میں تعلیم، قبل از ہجرت مکہ میں تعلیم اور بعد از ہجرت مدینہ میں تعلیمی نظام۔ اس کے بعد مدینہ میں تعلیمی نظام کو فن وار مرتب کیا ہے۔ مثلاً ابتدائی تعلیم، عورتوں کی تعلیم، اعلیٰ تعلیم، اقامتی مدرسے اور املاء و خط کی درستگی وغیرہ ڈاکٹر صاحب نے تقریباً ہر مضمون میں یہی انداز اختیار کیا ہے۔

الغرض ڈاکٹر صاحب نے سیرتِ نبویہؐ پر جس منفرد انداز سے لکھا ہے اس بناء پر انہیں دورِ جدید کا

مجدد سیرت اور امامِ سیرت کہا جا سکتا ہے۔ سیرت النبیؐ کے بہت سے پوشیدہ پہلوؤں کو اپنی وسعتِ نظر اور محققانہ بصیرت کی بدولت منظر عام پر لائے۔ بہت سے مسائل کے متعلق اپنی رائے کا اظہار بے لاگ طریقے سے کیا اور نہ صرف قدیم مصادرِ سیرت سے بلکہ جدید مصنفین سے بھی بہت سے موضوعات پر اختلاف کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی مجددانہ بصیرت کی بدولت سیرتِ نبویہؐ کے بہت سے مسائل حل کیے ہیں۔ مثلاً نجاشی کے نام نبی اکرم ﷺ کے لکھے گئے خط سے آپ نے بہت سے مسائل کا استنباط کیا ہے جن میں یہ کہ آپؐ نے قبل از ہجرت مکہ میں بھی حضرت جعفر طیارؓ کے ہاتھوں نجاشی کو خط بھیجا۔ نیز یہ کہ آپ نجاشی سے شخصی تعارف رکھتے تھے۔ اسی طرح آپؐ کے بحری سفر کے امکان کو بھی ظاہر کیا ہے۔ نبی اکرم کی ولادت کی تاریخ آپ نے ۵۶۹ء (۵۳) قرار دی ہے جبکہ دیگر مصنفین کے نزدیک ۵۷۰ء یا ۵۷۱ء ہے۔ میدان حنین کی دریافت کے سلسلے میں آپ کی کاوش اور تحقیق قابل ذکر ہے۔

انہی خصوصیات کی بناء پر جدید مصنفینِ سیرت میں ڈاکٹر صاحب کا ایک امتیازی مقام ہے۔ انہوں نے قاریانِ سیرت کو سیرتِ نبویؐ کے نئے موضوعات سے متعارف کروایا ہے اور اہل علم کے لیے علمِ سیرت النبیؐ کی نئی راہیں کھول دی ہیں۔ ان کی اس تحقیق و جستجو کی بدولت اہل مغرب کو نبی اکرمؐ اور اسلام کی صحیح اور سچی تعلیمات سے آگاہی ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ مشرق و مغرب دونوں کے علمی حلقوں میں ایک معروف شخصیت ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، عہد نبویؐ کے میدانِ جنگ، الہدیٰ پبلیکیشنز، اگست ۱۹۹۸ء، ص ۱۳

۲۔ ، ، ، ، ، ، رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی، دارالاشاعت کراچی، ۱۹۸۷ء

۳۔ ، ، ، ، ، ، عہد نبویؐ میں نظامِ حکمرانی، اردو اکیڈمی سندھ کراچی، ۱۹۸۷ء

۴۔ ، ، ، ، ، ، عہد نبوی کے میدانِ جنگ،

۵۔ ، ، ، ، ، ، خطبات بہاولپور، ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد، ۱۹۸۵ء

۶۔ ، ، ، ، ، ، مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ فی العہد النبوی والخلافۃ الراشدۃ، مطبعۃ لجنۃ التالیف والترجمہ والنشر، ۱۹۴۱ء

7- Dr. Muhammad Hamidullah, The Life and Work of the Prophet of Islam, Translated by Dr. Mahmood Ahmad Ghazi, Islamic Research Institute, Islamabad, 1998.

8- Dr. Muhammad Hamidullah,The First Written constitution in the World, Sh. Muhammad Ashraf, Lahore, 1975

9- Dr. Muhammad Hamidullah, Muhammad Rasulullah (Sallalah-ho-Alaih Wasallam) Idaraa-e-Islamiat, Lahore.

10- Dr. Muhammad Hamidullah, The Prophet's Establishing a State and his Succession, Pakistan Hijra Council Islamabad, 1989.

۱۱۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، پیغمبرِ اسلام کے سیاسی مکتوبات میں سے چھ کی اصلیں، بحوالہ معارف اعظم گڑھ، نومبر ۱۹۸۶ء

۱۲۔ ، ، ، ، ، عہد نبوی کا نظام تعلیم، معارف اعظم گڑھ، نومبر ۱۹۴۱ء

۱۳۔ ، ، ، ، ، فتح مکہ (۸ھ) کی چودہ سو سالہ یادگار، معارف اعظم گڑھ، جولائی ۱۹۸۸ء

۱۴۔ ، ، ، ، ، عہد نبویؐ کے عربی ایرانی تعلقات، معارف اعظم گڑھ، جولائی ۱۹۴۲ء

۱۵۔ ، ، ، ، ، آنحضرتؐ کا خط قیصر روم کے نام، معارف اعظم گڑھ، فروری ۱۹۳۵ء

۱۶۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ، **هل خالف النبي عليه الصلاة والسلام أوامر الآية، مثنى وثلاث ورباع، الدراسات الا سلامية،** دسمبر ۱۹۸۹ء

۱۷۔ ، ، ، ، ، سرورِ کائنات کی حکومت، نقوش رسول نمبر، ج ۳، ادارہ فروغ اردو لاہور

۱۸۔ ، ، ، ، ، سیرتِ طیبہ کا پیغام عصرِ حاضر کے نام، ماہنامہ المعارف، ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور، اگست ۱۹۹۲ء

19- Dr. Muhammad Hamidullah, Muhammad Ibn Ishaq(the biographer of the Holy Prophet), Journal of the Pakistan Historical Society, vol.xv, Part II, April, 1911.

20- " " " " " " " " " ', Budgeting and Taxation in the time of the Holy Prophet, Journal of the Pakistan Historical Society, vol, iiv, Part II, January,1955.

21- " " " " " " " " " ',The Christian Monk Abu Amir of Medina of the time of the Holy Prophet, Ibid, Vol.III, Part -IV, October, 1959.

۲۲۔ البخاری، محمد بن اسماعیل (م ۲۵۶ھ) الجامع الصحیح، دار ابن کثیر بیروت، ۱۹۹۹ء، **باب دعاء النبي الى الا سلام والنبوة وان لا يتخذ بعضهم بعضاً ارباباً من دو ن الله الآية،** ۲/۴

۲۳۔ الطبری، محمد بن جریر (م ۳۱۰ھ)، تاریخ الامم والملوک، مطبعۃ الاستقامۃ بالقاهرۃ، ۱۹۳۹ء، ۳/۸۷

۲۴۔ رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی، ص ۱۸۰

۲۵۔ ابن سعد، محمد بن سعد بن منیع الزهری (م ۲۳۰ھ)، الطبقات الکبریٰ، دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان، ۱۹۹۶ء، ۱/۷۵

۲۶۔ رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی، ص ۵۶

۲۷۔ ایضاً، ص ۷۷۱

۲۸۔ تاریخ الامم والملوک، ۲۹۶/۱، ابن ھشام، محمد عبدالملک (م ۲۱۸ھ) السیرۃ النبویۃ، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۹۰ء

۲۹۔ تاریخ الامم والملوک، ۲۹۷/۱

۳۰۔ رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی، ص ۲۱۹

۳۱۔ الیعقوبی، یعقوب بن جعفر بن وھب (م ۲۹۲ھ)، تاریخ الیعقوبی، دارصادر بیروت لبنان، س ن، ۷۸/۱

۳۲۔ رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی، ص ۱۹۸

۳۳۔ السیرۃ النبوۃ، ۸۶/۱

۳۴۔ رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی، ص ۱۲۰

۳۵۔ الحلبی، علی بن برھان الدین، السیرۃ الحلبیہ فی سیرۃ الامین المامون، بیروت لبنان، ۱۹۸۰ء، ۱۶۷/۱

۳۶۔ رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی، ص ۸۳

۳۷۔ الطبقات الکبریٰ، ۳۴/۳، البلاذری، احمد بن یحیٰی بن جابر (م ۸۹۲ھ)، فتوح البلدان، مکتبۃ النھضۃ المصریۃ القاھرہ، ۱۹۵۶ء، ۲/۱، ۷

۳۸۔ الطبقات الکبریٰ، ۳۳۳/۲

۳۹۔ ایضاً، ۱۴۰/۱

۴۰۔ فتوح البلدان، ۲۳/۱، ۷۴، ۷

۴۱۔ رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی، ص ۲۹۵

۴۲۔ تاریخ الامم والملوک، ۱۷۳/۲، الطبقات الکبریٰ، ۲۶۴/۲، الواقدی، محمد بن عمر، کتاب المغازی، منشورات مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت لبنان، ۱۷۸/۱

۴۳۔ ابن سعد کے مطابق: بنی قینقاع کے یہودیوں نے ۳ھ میں معرکہ احد میں مسلمانوں کو اپنے تعاون کی پیشکش کی، دیکھیے الطبقات الکبریٰ، ۲۶۸/۲

امام سرخسی کے مطابق: ۵ھ میں بنی قریظہ سے جنگ کے موقع پر مسلمانوں کا ساتھ دیا، شرح السیر الکبیر، المکتبۃ للحرکۃ الثورۃ الاسلامیۃ للمجاھدین افغانستان، ۱۴۱/۴

امام بیہقی کے مطابق: ۷ھ میں خیبر میں بھی مسلمانوں کو مدد دی، السنن الکبریٰ، دار الفکر للطباعة والنشر و التوزیع، ۱۹۹۶ء، ۲۶۹/۱۳

۴۴۔ رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی، ص۲۱۹، ۲۲۰

۴۵۔ تاریخ الامم والملوک، ۲/ ۲۹۷

۴۶۔ ابن عبد ربہ، احمد بن محمد، کتاب العقد الفرید، دار الکتاب العربیة بیروت لبنان، ۱۹۵۲، ۳/ ۳۱۴

۴۷۔ عہد نبوی میں نظام حکمرانی، ص۵۵

۴۸۔ رسولِ اکرمؐ کی سیاسی زندگی، ص۱۸۲، ۱۸۳

۴۹۔ السیرة النبویة، ۳/ ۷۷، تاریخ الامم والملوک، ۲/ ۲۱۱

۵۰۔ رسولِ اکرمؐ کی سیاسی زندگی، ص۵۳، ۵۴

۵۱۔ خطباتِ بہاولپور، ص۳۱۹

۵۲۔ رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی، ص۵

۵۳۔ ایضاً، ص۴۷

۵۴۔ قرنی طلبہ بدوی، جواھر السیرة النبویة، مطبعة الاستقامة بالقاھرہ، س ن، ص ۵۹، ندوی، ابوالحسن علی، نبی رحمت، مترجم سید محمد الحسنی مجلس نشریات اسلام کراچی، ۱۹۸۸ء

۵۵۔ علامہ شبلی نعمانی، سیرت النبیؐ، الفیصل ناشران و تاجران کتب لاہور، ۱۹۹۱ء، ۱/ ۱۱۴، منصور پوری قاضی سلیمان سلمان، رحمة للعالمین، کتب خانہ خورشیدیہ، س ن، ۱/ ۲۷